وائٹ واش نے گورے منہ کالے کر دیئے

تحریر: سہیل احمد لون

پاکستان کو اس وقت ہر شعبے میں بحران کا سامنا ہے۔ جسے دیکھ کر جان سے عزیز پاکستان "بحرانستان" لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ نیک روح کی طرح اچھی خبر بھی ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ شاید اسی لیے ہمارا میڈیا دل ہلا دینے والی خبروں کے آخر میں جب کوئی انٹرٹیمنٹ یا اچھی خبر سناتا ہے تو یہ خبر اکثر اور آمد شدہ ہوتی ہے۔ شاید ہماری عوام کو بھی "درآمدی" چیزوں کا چسکا اب نشے کی لت تک رگوں میں سرایت کر چکا ہے۔ اب تو حال یہ ہو گیا ہے کہ فنکار اور گلوکار جب تک باہر سے مہر لگوا کر نہ آ جائیں ان کے فن کا کوئی قدردان ڈھونڈے نہیں ملتا۔ فنکاروں اور گلوکاروں کی طرح اب کھلاڑیوں نے بھی "بھارتی منڈی" میں اپنی بولی لگوانے کی کوشش کی مگر بھارتی بورڈ کی مکارانہ چال نے سب کی بولتی بند کر دی۔ کرکٹ کے کھیل کو اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے کہ یہ ساری عوام کو چاہے کچھ دیر کے لیے سہی "قوم" بن جانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ذہنی دباؤ، انتشار اور تناؤ کے اس دور میں آج بھی ہماری عوام کرکٹ کا میچ دیکھ کر وقتی طور پر سارے غموں سے آزاد ہو جاتی ہے۔ جہاں ملک کے سارے ادارے پستی کے بھنور میں پھنسے ہیں وہاں کرکٹ بھی کچھ سالوں سے مسلسل زوال پزیر ہو رہی تھی۔ سری لنکا کی ٹیم پر دہشت گردوں کے حملے کے بعد پاکستانی سرزمین پر بین الاقوامی کرکٹ کا باب تا حال بند ہے۔ ایسے میں ہماری ٹیم کو ہوم سیریز بھی بیرون ملک کھیلنا پڑ رہی ہیں۔ نامساعد حالات کے باوجود پاکستان کی ٹیم نے ورلڈ کپ میں سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی۔ پھر بنگلہ دیش، سری لنکا اور انگلینڈ کو باری باری زیر کیا۔ انگلینڈ کی ٹیم جو آسٹریلیا، انڈیا، سری لنکا اور جنوبی افریقہ کی ٹیموں کو ہرانے کے بعد ٹیسٹ رینکنگ میں پہلی پوزیشن پر براجمان ہے گوروں کی اس مضبوط ٹیم کو پاکستان کی ٹیم نے وائٹ واش سے ایسا منہ کالا کیا ہے جس کی مثال پہلے کبھی نہیں ملتی۔ نمبرون کے نشے میں چور گورے اپنی اس شکست کو کھلے دل سے تسلیم کرنے کی بجائے حسب روایت الزامات کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع ہو چکے ہیں۔ اس میں برطانوی میڈیا نے بھی کھل کر اپنا حصہ ڈالا دیا ہے۔ سعید اجمل کے "دوسرے" سے تو گورے پہلے سے ہی خوف زدہ تھے مگر اس نے تو ''تیسرا'' اور ''چوتھا'' بھی متعارف کروا دیا جو گوروں کو اتنا ہی "اوکھا" لگا جتنی سعید اجمل کو انگریزی زبان......! برطانوی اخبارات نے پاکستان کے جیتنے کی خبر سے زیادہ جیتنے کی وجہ یا بے بنیاد الزامات کو زیادہ شہ سرخیوں میں لکھا۔ پاکستان کی اس شاندار پرفارمنس پر بھارتی میڈیا نے اپنی ٹیم کی ذلت آمیز شکست پر پاکستانی ٹیم سے سیکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ اگر پاکستان کی موجودہ ٹیم کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ماضی کی طرح سپر سٹارز کا جھرمٹ دکھائی نہیں دیتا۔ فاسٹ باؤلنگ کے شعبے میں ماضی کی طرح کوئی بڑا نام نہیں، بیٹنگ میں یونس خان کے علاوہ کوئی تجربے کار کھلاڑی بھی نہیں۔ کافی عرصے سے پاکستان میں کوئی ہوم سیریز بھی نہیں ہوئی۔ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے جس سے کھلاڑیوں کا ذہن دباؤ کا شکار بھی رہا۔ ان تمام حالات کے باوجود نتائج اتنے مثبت آنا کسی خاص چیز کو ظاہر کرتے ہے۔ نتائج کا اسباب اور محرکات سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اسپاٹ فکسنگ میں ملوث چند

کھلاڑیوں کو سزا ہونے سے باقی کھلاڑی اپنے پیشے سے دیانتدار ہو گئے۔ سب سے اہم بات ادارے کا نااہل اور بد دیانت سربراہ کے تبدیل ہونے سے اس کے مثبت اثرات نیچے تک محسوس کیے گئے۔ اعجاز بٹ کے جانے سے ادارے سے نحوست کے بادل چھٹنا شروع ہوئے۔ ٹیم متحد ہو کر کھیلتی نظر آئی ہر کھلاڑی نے اپنی پوری جان لڑائی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نسبتاً کمزور ٹیم اپنے سے طاقتور حریف کو زیر کرنے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ اگر چند کھلاڑیوں کو ان کے کیے کی سزا دینے سے باقی ٹیم دیانتداری سے کھیل سکتی تھی تو یہ کام بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا۔ خیر دیر آئے درست آئے......! اگر کرکٹ میں ادارے کے سربراہ کے اہل اور دیانتدار ہونے سے ایسی خوش کن تبدیلی آسکتی ہے تو باقی اداروں میں اس فارمولے پر عمل کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ ملک کے سربراہ سمیت اگر تمام اداروں کے سربراہان اہل اور دیانتدار تعینات کر دیے جائیں۔ تو ملک کے مسائل دنوں میں کم ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے عامر، آصف اور سلمان بٹ جیسی گندی مچھلیوں کو عبرت کا نشان بھی بنانا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر کوئی جرات کا مظاہرہ کرے تو ان گندی مچھلیوں کے ساتھ ساتھ چند مگر مچھوں کو بھی ہاتھ ڈال دے تو باقی ان کا انجام دیکھ کر ہی بندے کے پتر بن جائیں گے۔ بدقسمتی سے نظام، اصول، قانون اور قاعدے سبھی ایک خاص طبقے کو تحفظ دینے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ایک عام شہری کو کبھی اس نظام سے فائدہ نہیں ہوا اور آئندہ ہوتا نظر بھی نہیں آتا۔ اگر قانون اور انصاف سب کے لیے برابر ہوتا تو کسی بڑے مگر مچھ کو استثناء حاصل نہ ہوتا ، عدالتی فیصلوں کی دھجیاں نہ بکھیری جاتیں، یوں کھلے عام توہین عدالت کے مرتکب نہ ہوتے، عدالتی حکم ماننے سے انکار نہ ہوتا......! ہماری جیلوں میں آج بھی ایک کثیر تعداد ایسے غریبوں کی ہے جنھیں ان کے معمولی جرم کی سزا سنانے سے قبل ہی اتنی دیر تک پابند سلاسل رکھا جاتا ہے جو ان کے جرم کی سزا سے زیادہ ہوتی ہے۔ دوسری طرف اشرافیہ ہے جو تمام قوانین سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں اور قانون سے کھیلنا ان کا مشغلہ ہوتا ہے۔ بقول تھارسی میکس ......عدل وانصاف نام ہے حکمران طبقے کے مفادات کی نگہداشت کا اور چند طاقتور لوگوں نے کمزوروں اور غریبوں کو دبانے کے لیے قوانین بنا رکھے ہیں۔ عدل وانصاف کی یہ تعریف آج بھی ہمارے ملک میں دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے۔ جاگیردار، سرمایہ دار اور مذہبی پیشوا یہ ایک ایسی تکون ہے جو مل کر صدیوں سے لوگوں کا استحصال کر رہی ہے۔ خود قرآن مجید میں جن تین بڑے کرداروں کو مطعون قرار دیا گیا ہے ان میں فرعون، قارون اور ہامان بالترتیب حکمران اشرافیہ، سرمایہ داری اور مذہبی پیشوائیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہی "تثلیث" تاریخ کے مختلف ادوار میں حکومتی معاملات اور وسائل پر قابض رہی ہیں۔ وطن عزیز میں بھی یہ تینوں کردار کروفر کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے ہیں۔

رہزنوں سے لوگوں کو خوف ہو بھلا کیوں کر
راہبر بھی اپنے ہاں رہزنی ہی کرتے ہیں

نظام میں تبدیلی کبھی نیچے سے نہیں آئی اس کے لیے مفاد پرست اقلیتی ٹولے سے جان چھڑانا ہو گی جس نے اکثریتی عوام کو بے بس کر رکھا ہے۔ اگر قومی کرکٹ ٹیم گوروں کی ٹیم کو وائٹ واش کر کے اُن کا منہ کالا کر سکتی ہے تو عوام کا خون چوسنے والے جن کا اپنا خون سفید ہو چکا ہے ان کا منہ بھی کالا کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ وہ کبھی بھی سیاست کے میدان کے ارگرد بھی منڈلاتے نظر نہ آئیں۔ پاکستان کے سزا یافتہ کھلاڑیوں کی

طرح۔بس ایک جرات مندآنہ فیصلہ کی ضرورت ہے جوآج نہیں تو کل لیناہی پڑے گا۔

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
sohailloun@gmail.com

08-02-2012